افغانستان میں خانقاہ شور بازار کا دینی و سیاسی کردار: تجزیاتی مطالعہ

RELIGIOUS AND POLITICAL ROLE OF THE KHANQAH SHUR BAZAR IN AFGHANISTAN: AN ANALYTICAL STUDY

حسن بیگ*

Abstract:
This research aims to discuss the vital role of Sufis of Afghanistan (Central Asia) and their impact on the social structure of the Afghan society. They briefly taught the principles of Islam in this region. As one of the biggest centers of Sufism in the Muslim World, Afghanistan is commonly called the home of Sufi Saints. Most of the eminent personalities of Islam were belonging to this region and they served intellectual and scholastic services there. The tribes of Afghanistan were historically independent and autonomous and they did not remain under any central commanding authority but they obeyed the commandments of these Sufis and followed their spiritual teachings. Monastery Shur Bazar Kabul is the biggest center of Mujaddadi order in Afghanistan and having a great impact of socio-political influence in this territory. This monastery not only spread the principal teachings of Shaykh Ahmad Sirhindi, revival of second millennium but also imprinted deep effects in the civilization of Khorasan. Through this assessment, we shall attempt to explore the influential role of these spiritual centers in socio-politics of Afghanistan and still have.
Key Words: Central Asia, Afghan society, scholastic services, Mujaddadi order, influential role, Khorasan, spiritual centers.

حضرات مشائخ مجددیہ کی خدمات بالخصوص افغانستان میں علم و عرفان اور احیائے اسلام کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہیں بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی (م۔ ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) نے اس خطہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں، وہ روزروشن کی طرح عیاں ہیں۔ آپکے نبیرہ شیخ صبغۃ اللہ مجددیؒ (م ۱۱۲۲ھ / ۱۷۱۰ء) اور ان کے پیروکاروں نے افغانستان اور وسطی ایشیاء کی ریاستوں میں دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروانے اور تصوف کی طرف گامزن کرنے میں مساعی جمیلہ سرانجام دیں۔ ان خطوں کی معاشرت، سیاسی و تمدنی سماج کی بگڑتی ہوئی صورتحال کا بڑی دانشمندی سے تدارک کیا اور سلاطین وقت سے اسلامی احکامات کے اجراء کروانے

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونی ورسٹی فیصل آباد
** اس مقالہ کی ترتیب و تہذیب میں میرے نگران مقالہ پروفیسر ڈاکٹر غلام شمس الرحمن، صدر شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونی ورسٹی فیصل آباد، نے خاص طور پر راہنمائی کی جس پر اعتراف کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

میں کامیاب و کامران رہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ (م۔۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کے جید خلفاء و جانشینوں سے لے کر خواجہ صفی اللہ مجددی معروف بہ قیوم جہانؒ (م۔۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء) اور ان کے صاحبزادگان و نائبین نے بادشاہوں سے لے کر عوام الناس تک افغان معاشرے میں تعلیمات مصطفویہ ﷺ کو عام کرنے میں زریں کردار ادا کیا ہے۔ انہی مجددیہ مشائخ میں سے فضل عمر مجددیؒ معروف بہ نور المشائخ (م۔۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء) اور ان کے صاحبزادگان فضل عثمان مجددیؒ معروف بہ حضرت صدر المشائخ (م۔۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء)، محمد ابراہیم جان مجددی معروف بہ حضرت ضیاء المشائخ (م۔۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء) وہ درخشندہ ستارے ہیں، جو افغانستان کے افق پر اس وقت چمکے جب معاشرہ اندرونی خانہ جنگی، حالت ابتری اور روبہ انحطاط تھا۔ خانقاہ شور بازار کو بحیثیت مجددی مشائخ کا صدر المقام گردانے اور روشناس کروانے میں ان کا نام سرفہرست ہے۔ اگرچہ ان کے والد گرامی آغا غلام قیوم مجددیؒ (م۔۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء) کابل اور اس کے گردونواح میں دیگر مجددی خانقاہوں کی طرز پر رشد و ہدایت کے بازار کو سرگرم کیے ہوئے تھے، نیز افغان معاشرے کو صراط مستقیم کی طرف گامزن کرنے اور ریاست کے مقتدر حکمرانوں کو اسلامی اصطلاحات متعارف کروانے کی جانب بھی پیش پیش تھے۔ مگر ان کی اخلاف عالیہ نے قلعہ جواد کابل میں خانقاہ شور بازار کو افغانستان میں جدید استوار پر نہ صرف متعارف کروایا بلکہ افغان معاشرے پر گہرے اثرات چھوڑے۔(۱)

بعض یورپی اور امریکی محققین کے نزدیک خواجہ صفی اللہ مجددیؒ (م۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء) نے سفر افغانستان میں کابل اور اس کے مضافات میں خانقاہ شور بازار کا سنگ بنیاد رکھا اور عہد درانی میں اس خانقاہ کی وسعت پر خاطر خواہ توجہ بھی کی مگر اسباط مجددیہ کی تواریخ(۳) اور لکھی گئی مستند کتب(۴) کے مطابق ان محققین کو تسامح واقع ہے، کیونکہ عہد حضرت مجدد الف ثانیؒ (م۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) میں ہی افغانستان کے گوشے گوشے میں مجددی خانقاہوں کا انتظام و انصرام بڑی تیزی سے قائم کیا جا رہا تھا۔(۵) خواجہ معصوم سرہندی (م۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ء) کے فرزند اکبر شیخ محمد صبغتہ اللہ (م۱۱۲۲ھ / ۱۷۱۰ء) کو تو باقاعدہ کابل اور وادی غور کے علاقاجات کی قطبیت دے کر روانہ کیا گیا تھا(۶)، تاکہ افغانستان میں ان خانقاہوں کو آپ کے وجود مسعود سے تازگی بخشی جا سکے اور خطہ خراسان پر نسبت مجددیہ کو منصہ شہود پر جلوہ گر کیا جا سکے۔(۷) البتہ عہدِ زمان شاہ درانی (۱۷۹۳-۱۸۰۰) میں خواجہ صفی اللہ مجددی (م۔۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء) کی دستار بندی کی گئی اور خطہ افغانستان میں آپ کی تشریف آوری کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔(۸) بادشاہان وقت آپ کی صحبت کو اختیار کرنا باعث سعادت مندی سمجھتے اور آپ کے خلفاء کی مختلف صوبہ جات میں منعقد ہونے والی مجالس میں بیٹھ کر علوم شرعیہ کے مسائل کو سیکھتے۔(۹)

سکھوں کی شورش اور سرہند کی تباہی کے بعد آپ کی کابل میں آمد سے مجددی خانقاہوں کو بڑی تقویت ملی(۱۰) اسی کمک کے نتیجہ میں قیوم جان آغا مجددیؒ (م ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء) جو خواجہ صفی اللہ مجددیؒ (م۔ ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء) کے نبیرہ اور ساتویں پشت میں سے حضرت مجدد الف ثانیؒ (م۔ ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کی آل میں سے ہیں(۱۱)، نے ۱۹۰۰ء کے اوائل میں کابل میں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کے پیش نظر ایک خانقاہ کو تعمیر کیا۔ دینی خدمات کے پیش نظر آپ کابل میں "حضرت صاحب شور بازار" کے نام سے مشہور تھے۔(۱۲) آپ منصب قیومیت و مجددیت سے بھی مشرف تھے۔ آپ کی تبلیغ وارشاد سے خانقاہ شور بازار کابل میں دار الارشاد کا مرکز بن گئی۔ بادشاہ، امراء اور افغان معاشرے میں اس خانقاہ نے تعلیمات مجددیہ کے دور رس اثرات مرتب کیے۔(۱۳) اس خانقاہ کے قیام کے بعد دعوت وارشاد میں زیادہ سرگرم ہونے کی وجہ سے آپ کثرت علالت کا بھی شکار رہے، مگر عین حیات میں ہی اپنے فرزندان گرامی اور کثیر خلفاء کو اصلاح معاشرہ کا اہم ترین منصب وذمہ داری سونپ گئے، تاکہ خطہ کو سلسلہ مجددیہ کا مضبوط مرکز بنایا جاسکے۔ آپ کا وصال ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء شور بازار کابل میں ہوا(۱۴) اور مزار مرجع خلائق ہے۔ آغا قیوم مجددیؒ معروف بہ حضرت صاحب شور بازارؒ کے تین فرزندانِ گرامی تھے۔

(۱) حضرت فضل محمد فضلی مجددی معروف بہ شاہ آغا ملقب شمس المشائخ (م۔ ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء)

(۲) حضرت فضل عمر مجددی معروف بہ شیر آغا ملقب نور المشائخ (م۔ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء)

(۳) حضرت محمد صادق مجددی معروف بہ آغا گل صاحب (م۔ ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

حضرت شمس المشائخ اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد خانقاہ شور بازار کے جانشین و خلیفہ مطلق قرار پائے۔(۱۵) آپ نے اپنے عہد میں علم و عرفان کی سرمدی دولت کو پروان چڑھایا۔ جس کے نتیجہ میں بادشاہ امیر امان اللہ خان (م۔ ۱۹۶۰ء) اور اس کا سارا خاندان آپ کا گرویدہ تھا۔ آپؒ حق گوئی میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر تھے۔ آپ کے عہد میں خانقاہ شور بازار کابل اور اس کے اطراف میں اس قدر اثر ورسوخ اختیار کر چکی تھی، کہ امراء و بادشاہ وقت سیاسی امور کے اہم فیصلوں میں حضرات مجددیہ سے مشورہ لینا ضروری اور باعث سعادت سمجھتے تھے اور قانون اساسی جس کو پادشاہان افغانستان مسودہ کی تیاری کے بعد علماء و مشائخ مجددیہ کی تصدیق کرنے کے بعد نافذ کرتے۔ ان حضرات کا امارت افغانستان کی سیاست پر عمیق اثرات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بادشاہ نے جب مسودہ قانون اساسی کو اپنے امراء کے ذریعے مشاورت کرنے کے بعد مکمل کر لیا، تو مروجہ قانونکو معاشرتی روایات کے مطابق خانقاہ شور بازار کابل میں اس قانون کو منظوری کی لئے بھیجا گیا۔ تاکہ حضرت فضل محمد فضلی مجددی معروف بہ شمس المشائخ کی رضامندی یا مسودے سے متعلقہ رائے لے لی جائے اور پھر افغانستان میں اس کے نفاذ کی راہ کو ہموار کیا جاسکے۔ جب آپ کی عمیق نظر سے یہ مسودہ قانون اساسی گزرا، تو آپ

نے اس میں بعض غیر اسلامی اور نا قابل قبول اصطلاحات کو دیکھ کر بڑی جرات سے رد کر دیا اور اس قانون کو قرآن و سنت کے مطابق درست کرنے کا فرمایا۔

"بعد از مطالعہ مسودہ قانون اساسی امان اللہ خان آنرا بنام اینکہ (از ان بوی بلشویکی میآید) بہ جرات تمام رد کردند"(۱۶)

مسودہ قانون اساسی کے مطالعہ کے بعد بادشاہ امیر امان اللہ خان کو بتلایا کہ (اس میں سے استعماری قوتوں بلشویکی یعنی روسی نظریات اور نظریہ کمیونزم کی بو آتی ہے) لہٰذا اس پورے قانون اساسی کو نہایت جرات سے رد کر دیا گیا۔

آپ کا وفات مختصر علالت کے بعد ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء میں ۴۳ سال کی عمر میں ہوئی اور والد گرامی کے پاس ہی مدفون کیے گئے۔ آپ کی وفات کے بعد برادر اصغر فضل عمر مجددیؒ (م۔۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء) خانقاہ کے سجادہ نشین قرار پائے۔(۱۷) فضل عمر مجددی معروف بہ شیر آغا ملقب نورالمشائخ ۸ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۲ء کو شور بازار کابل میں پیدا ہوئے۔(۱۸) بچپن ہی سے علوم شرعیہ کی ترویج و اشاعت اور تصوف میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ نے قریباً سات سال کی عمر میں قرآن پاک کو حفظ اور دیگر مروجہ دینی علوم کی تحصیل کرنا شروع کر دی اور اٹھارہ سال میں ایک جید عالم کے طور پر درس و تدریس کا آغاز کر دیا۔(۱۹) آپ نے اپنے وقت کے علمائے ربانین سے کسب فیض حاصل کیا۔ ان اساتذہ میں آپ کے والد گرامی اور شیخ الحدیث قاضی صاحب سید عبدالرحمٰن پغمانی شہیدؒ (م۔۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۷ء) وغیرہ معروف ہیں۔(۲۰) علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علم باطن میں آپ نے اپنے والد گرامی سے اکتساب فیض کیا اور قلیل مدت میں درجہ کمال تک رسائی کر کے خرقہ خلافت کو حاصل کیا۔(۲۱)

دینی خدمات کا جائزہ

تذکرہ نگاروں کے نزدیک نورالمشائخ مجددی ایک نابغہ روزگار، محقق اور علم و حکمت کے دریائے ناپیدا کنار تھے۔ ادق ترین مسائل پر عمیق نظر رکھتے، بالخصوص افغانستان کی صورتحال پر ژوف نگاہی تھی۔ ۱۹۲۴ء میں فضل محمد مجددی کے وصال کے بعد خانقاہ کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری کو آپ نے سنبھالا اور قلیل مدت میں ہی اس خانقاہ سے علماء و مشائخ کی ایک جماعت بر آمد ہوئی۔ جس نے اپنے اپنے علاقاجات میں اصلاحی خدمات کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ خطے کے دور دراز علاقوں سے لوگوں کا اژدھام اس خانقاہ میں آتا، جس کے نتیجہ میں ۱۹۳۶ء میں کابل کے باہر قلعہ جواد میں ایک بڑی خانقاہ تعمیر کروائی جو سابقہ خانقاہ مجددیہ کی شاخ کا صدر مقام بن گئی اور اطراف میں خانقاہ شور بازار کابل / خانقاہ قلعہ جواد مجددیہ کے نام سے معروف ہو گئی۔(۲۲)

مزید برآں افغانستان کے مرکزی صوبہ غزنی میں علماء و مشائخ کے پیش نظر علاقہ شیلگر میں نورالمدارس کے نام سے مدرسہ کو قائم کیا۔(۲۳) اگرچہ بڑے ہی ناسازو ابتر حالات میں اس مدرسہ کی بنیاد اور انصرام کا نظام چلایا گیا۔ مگر دین کے ساتھ بے لوث محبت اور جذبہ سے سرشار ہو کر ایک مساعد کاوش کو سرانجام دیا۔ افغانستان کے جید علمائے کرام کی مشاورت سے دینی علوم کے نصاب اور امتحانات کے نظم و نسق کو ترتیب دیا، تاکہ یہاں آنے والے طلباء کی ظاہری و باطنی تربیت کا موزوں انتظام کیا جا سکے۔ افغانستان کے طول و عرض سے طالبان حق اکتساب فیض کرنے اور علم کی پیاس کو بجھانے کی لئے نورالمدارس آتے۔ تقریبا ۵۰۰ طلباء اور اڑھائی سو مدرسین اس زمانے میں اس مرکزی ادارے سے فارغ التحصیل ہوئے۔ یہ ایک عظیم ملی و دینی خدمت تھی، جس کے ذریعہ معاشرے میں پھیلا ہوا انحطاط اور برائیوں کا خاتمہ کر کے لوگوں کو قرب الٰہی کا درس دیا اور صراط مستقیم کی طرف گامزن کیا جاتا۔(۲۴)

نورالمدارس میں منعقد ہونے والے علماء و مشائخ کے پہلے کنونشن میں نور المشائخ مجددی نے دوران خطاب ارشاد فرمایا:

> "تعلیمات اسلامیہ کو کلی طور پر اپنانے میں ہی راہ فلاح ہے۔ آپ نے دین حنیف کو ایک چٹان کی مانند قرار دیا اور زعمائے دین کو باور کروایا کہ یہ وہ لاریب چٹان ہے جس کو اپنی زندگی کہ منزل خود تعین کرنی ہے۔ عالم اسلام اگر اتحاد چاہتا ہے تو اس کو اپنی صفوں میں دین کو مستحکم کرنا ہو گا اور عملی طور پر نافذ کرنے کی جدوجہد سرانجام دینی ہو گی۔ اگر ریاست کو درست سمت کی طرف گامزن کرنا ہے تو ملک کے تمام مدارس کی اصلاحات کرنی ہوں گی۔ سلیبس کو از سر نو منظم اور تحقیق کے مراحل سے آشنا کر کے ایسے آسان اسلوب میں متعارف کروانا ہو گا، کہ نورالمدارس سمیت ملک کے دیگر مدارس دینیہ کے طلاب جوق در جوق علم دین کی طرف رغبت سے کسب کر سکیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب ہم سب مل کر اسلامی تعلیمات کے تشخص کو اجاگر کریں ورنہ عالم اسلام کا اتحاد کی طرف گامزن ہونا محال ہو گا"۔(۲۵)

محمد ابراہیم جان مجددی اپنے والد گرامی کی نورالمدارس سے والہانہ محبت اور خراسان میں تعلیمات اسلامیہ کو فروغ دینے کے لیے دوسرے یوم تاسیس کے موقع پر اس کی اہمیت و افادیت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "نورالمشائخ مجددی (م۔۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء) یہ بتلانا چاہتے تھے کہ دین اسلام کا بنیادی مقصد بھی انہی مذکورہ بالا تینوں چیزوں کے ساتھ نہ صرف وابستہ ہے بلکہ اس کی قابل قدر

توجیہ پیش کی کہ اولاً توحید حق باری تعالیٰ، ثانیاً ترقی علم اور ثالثاً دنیا میں قیام امن اور صلح کو رواج دینے کے لیے مسلمانوں کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ سب دین حنیف کے ذریعہ انسانی ترقی اور امن عالم کو قائم کرنے کی کوششوں میں دوسروں سے سبقت لے جانے کی مساعی جمیلہ کو سرانجام دیں۔"(۲۶)

متصوفانہ خدمات

نورالمشائخ درویشانہ رُخ شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کا ذی رعب اور مسحور کن کردار، شخصیت سازی کا کردار ادا کرتی۔ خانقاہ کے انصرام کے بعد افغانستان کے لوگوں کو جب آپ کی علمی وجاہت کا ادراک ہوا، تو جوق در جوق آپ سے کسب فیض حاصل کرنے چلے آئے۔ آپ مجددی ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے اور عوام الناس کو اس طرف ذوق و شوق دلاتے کہ قلب کو ہر وقت واجب الوجود جل شانہ کے حضور میں کامل یکسوئی رکھنا، شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونا، کتاب اللہ کی پیروی کرتے ہوئے ملی یگانگت کا ثبوت دینا، اعتصام بحبل اللہ المتین کی پاسداری کرنا ہی ایک صوفی کا اہم مشن ہے۔ اسی سے مشرق و مغرب کے مسلمانان تفرقہ بازی، باہمی فسادات کو چھوڑ کر متحد ہو سکتے ہیں اور ایک بار پھر سے جامع قوت بن کر پوری دنیا کے افق پر حکمرانی کر سکتے ہیں۔(۲۷)

آپ میں جبلی طور پر ہمدردانہ، اسلامی شان کی صفات اور فوقانی احساسات بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ دنیا کے کسی خطے میں جہاں کہیں بھی، کسی مسلم مملکت میں مسلمانوں کی زبوں حالی، شکستہ حالی اور ناداری کا علم ہوتا، تو انتہائی افسوس کا نہ صرف اظہار فرماتے، بلکہ اپنے ختمات اور دعائیہ کلمات میں یاد فرماتے اور ان کی اعانت کو جزو ایمان گردانتے۔(۲۸) افغانستان، برصغیر پاک و ہند سمیت دیگر اسلامی ممالک کے دورے کیے۔ علماء و مشائخ کو مکتوبات امام ربانی و مکتوبات معصومیہ کی اصل تعلیمات کے ساتھ رمز شناسی کروا کر اپنا گرویدہ بنایا اور باطنی اصلاح کے لئے اپنے جد امجد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بقول:

"شان نظر شافی امراض قلبیہ است و التفات شان دافع علل معنویہ است۔ یک توجہ ایشان کار صد اربعین میکنہ و یک التفات شان برابر ریاضات و مجاہدات سنین۔"(۲۹)

ان کی نظر امراض قلبی کو شفا بخشتی ہے اور ان کا التفات باطنی امراض کو دور کرتا ہے اور ان کی ایک توجہ سو چلوں کا کام کرتی ہے اور ان کا ایک التفات سالہا سال کی ریاضات و مجاہدات کے برابر ہے۔(۳۰) کے تحت دولت سرمدی کے جام پلائے۔ آپ کی شش جہت توجہ اور تصرف کا یہ عالم تھا کہ سالک کو ایک توجہ میں عالم آفاق و انفس کی سیر طے کروا دیتے اور لطائف خمسہ جو عالم امر سے عبارت ہے، کہ مقام کو نہ صرف متحقق فرما دیتے، بلکہ ولایت صغریٰ تک طالبین وافر حظ سے محظوظ ہوتے تھے۔ اسی لئے آپ کے وجود مسعود سے خانقاہ شور بازار کابل کو قلعہ جواد میں شہرہ آفاق نصیب ہوئی اور خطہ خراسان کے علاوہ برصغیر پاک و ہند، حجاز، فلسطین، ایران، شام اور

عربستان کے دیگر ممالک میں آپ کے طلاب و خلفاء بکثرت تعداد میں نہ صرف اکتساب فیض کر کے شہرت کی بلندیوں تک رسائی حاصل کی، بلکہ ایک بہترین نمونہ بن کر معاشرے میں تعلیمات مصطفویہ کو پھیلانے کا اہم محرک ثابت ہوئے۔(۳۱)

افغانستان کے مشہور عالم ربانی مولوی عبدالقیوم قندہاریؒ آپ کی تصوفانہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ''حضرت نورالمشائخ مجددی کا وجود مسعود افغانستان میں اللہ کے ذکر کرنیوالوں کے دل کا نور تھا۔ آپ اللہ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت اور عطایا میں سے دَین تھے۔ جو ایک توجہ میں طالب صادق کو فنائے قلبی بلکہ فنائے نفسی کی منزل طے کروادیتے۔ سالک فوری طور پر عالم امر کے لطائف قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ میں ذکر اللہ کو محسوس کرتا اور صحبت کی برکت سے طالب صادق کشف، الہامات، انوار، استغراق اور تجلیات سے مشرف ہوتے۔ بلکہ بعض ایسے طالب ہوئے جو ایک مجلس میں ولایت سہ گانہ سے بہرہ مند ہوئے۔''(۳۲)

تربیت سالکین کے مناہج

خانقاہ شور بازار کابل میں سلوک نقشبندیہ کو ایسے منفرد انداز میں متعارف کروایا گیا کہ سالکین کی تربیت اس نہج پر کی کہ قلیل عرصہ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو افغانستان، وسطی ایشیاء وہند سمیت دیگر خطوں میں تصوف کی اصل روح سے شناسی کروائی گئی، نیز سالکین طریقت، احباب علم و دانش کو دولت سرمدی کے جام پلائے۔ سلسلہ میں تصوف کی اصل روح کو بیان کرتے ہوئے خانقاہ میں خواجگان کے طرق پر تین بنیادی قوانین کو مدار بنایا:

(۱) شریعت اسلامیہ پر سختی سے عمل پیرا ہونا۔

(۲) ذکر و فکر پر ہمیشگی و دوام کثرت۔

(۳) صحبت شیخ کامل۔(۳۳)

خانقاہ میں آنے والے افراد پر ان مذکورہ بالا اصولوں کے گہرے اثرات مرتب ہوئے اور انکی ظاہر و باطنی حالت میں حیرت انگیز تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔ جس سے نہ صرف اس خانقاہ کی مقبولیت میں اضافہ ہوا بلکہ بادشاہان و امراء بھی طریقہ مجددیہ کو سیکھنے کی غرض سے خانقاہ شور بازار آتے اور فیض مجددی کی طلب کو عین سعادت مندی سمجھتے۔

خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنا، سلاطین سے میل ملاپ اور ربط و ضبط کا مربوط سلسلہ قائم کرنا چونکہ ہمیشہ سے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا کلیدی خاصہ رہا ہے، اور خانقاہ کے کردار کو زیادہ سے زیادہ بااثر کیا جا

سکے اور اسلامی احکامات کا نفاذ ہو سکے۔ خانقاہ کے مؤسسینو بانیان نے بھی اسی طرز پر ایک جامع حکمت عملی کو تشکیل دیا، جسکی اہم نکات درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب و سنت کا علمی احیاء۔

(۲) طبیب حاذق کی مانند افغانستان کے تہذیبی سیاسی و معاشرتی صورتحال کا تفصیلی جائزہ لینا۔

(۳) مناسب وقت پر اکابرین نقشبندیہ کے طریق کے مطابق بادشاہ وقت سے منسلک ہو کر تربیت واصلاح کرنا۔(۳۴)

(۴) راسخ العقیدہ امراءورا ہم منصب رکھنے والوں کی تربیت کرنا۔

(۵) ملک کے کونے کونے میں اپنے خلفاء کی تربیت کر کے روانہ کرنا تا کہ مجددی تحریک کو تقویت دی جاسکے۔

(۶) گمراہوں کو صراط مستقیم کی جانب راہنمائی کرنا۔

(۷) باطل وجابر قوتوں کا بلیغ حکمت عملی سے رد کرنا۔

(۸) باطل قوتوں کی پیدا کردہ خلفشار وفساد کا قلع قمع کرنا۔

(۹) ریاست کو استعماری قوتوں سے آزاد کروانا۔

(۱۰) کمزور و مصلحت کیشوں میں جرات و بے باکی نمو پیدا کرنا۔

(۱۱) راہ حق کے طلب گاروں کی تشنہ لبی کا زمزم ہدایت سے سیرابی کرنا۔

(۱۲) حالات کے تقاضوں اور ضرورت کے پیش نظر کلمتہ الحق کا بیباک و ببانگ دہل بولنا۔

(۱۳) مکتوبات امام ربانی و مکتوبات معصومیہ کی درس و تدریس اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔

(۱۴) غزنی میں مدرسہ نور المدارس و خطہ کے ہر صوبہ میں متفرق مدارس دینیہ کے قیام و عمل اور تشکیل پر خصوصی توجہ دینا۔

(۱۵) خانقاہ سے دنیا بھر کے مظلوم مسلم ممالک کی مالی اعانت کرنا۔

(۱۶) تحریک خلافت ، مسئلہ فلسطین، قیام پاکستان، مسئلہ کشمیر اور دیگر محاذوں پر مجاہدین کے ذریعے امداد کرنا۔(۳۵)

شرح مکتوباتِ امام ربانی کا التزام

افغانستان اور وسطی ایشیاء کی نقشبندی مجددی خانقاہوں میں مکتوبات امام ربانی و مکتوبات معصومیہ کو ہمیشہ سے کلیدی اہمیت حاصل رہی ہے۔ تا کہ اسلاف کے بتلائے ہوئے طریقہ پر چل کر تزکیہ نفس کو حاصل کیا جاسکے۔ خانقاہ شور بازار کابل میں نورالمشائخ مجددیؒ نہ صرف مکتوبات شریفہ کا مطالعہ کرتے بلکہ باقاعدہ طور پر دروس کا اہتمام کیا جاتا۔ آپ نہ صرف حافظ مکتوبات تھے، بلکہ شارح مکتوبات کی حیثیت سے دقیق مسائل پر بلیغ

گفتگو فرماتے۔ نور المشائخ مجددیؒ کو ان تصانیف بالخصوص مکتوبات شریف کا عمیق مطالعہ تھا۔ آپ بخوبی جانتے تھے کہ ان مکاتیب میں طبع بلند بھی ہے، مشرف ناب بھی ہے، دل گرم بھی ہے، نگاہ پاک بین بھی ہے اور جان بیتاب بھی ہے اور وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک زندہ پائندہ تحریر کے لیے ضروری ہوتا ہے، بقول اقبال:

چہ باید مرد را طبع بلندے، مشرف ناب
دل گرمے، نگاہ پاک بینے، جان بیتابے[۳۶]

معاشرے میں پھیلی ہوئی بدعات کا خاتمہ کرنے اور شریعت کو رواج دینے کے نور المشائخ مجددیؒ بڑے بلیغ انداز میں مکتوبات کی شرح فرماتے۔ آپ کے اجل خلفاء میں سے جید عالم دین مولوی نصر اللہ خان ہوتکی رحمہ اللہ (م۔۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء) نے آپ کی مجالس میں شرکت کر کے نہ صرف ان دروس کو یکجا کیا، بلکہ بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے ان کی نقول کو شائع کروانے کا اہتمام بھی کیا۔ درحقیقت دنیائے تصوف میں نور المشائخ مجددیؒ کا یہ ایک ایک عظیم علمی و روحانی کارنامہ ہے کہ اپنے اجداد کی دقیق ترین کتب کو انتہائی سہل طریقے سے شرح کر کے افغان معاشرے میں قرآن و سنت کی تعلیم کو عام کیا۔

شارح مکتوبات امام ربانیمولوی نصر اللہ ہوتکی مکتوبات کی شرح کو لکھتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ نور المشائخ مجددیؒ دوران درس مکتوبات امام ربانی جو دقیق مسائل و معارف عظیمہ کو بڑے واضح انداز میں بیان کرتے، تو یہ عاجز ان نوادرات کو جمع کر لیتا اور اس پر اضافات کر کے تکمیل کرتا اور حقیقت میں نور المشائخ مجددیؒ کے تصرف اور تعلیمات سے ہی اس کتاب کی شرح کی تکمیل ممکن ہو پائی ہے۔

"این کتاب مقدس یک انعام بزرگی است از حق سبحانہ تا تمام مسلمانان بہ معارف عالیہ آن کتاب مستطاب یک اندازہ آشنا شوند و این تشریح فی الجملہ کہ ما نمودہ ایم نیز اثر فیض تعلیمات قطب ارشاد وقت خود جناب شیخ الاسلام حضرت نور المشائخ رحمہ اللہ بودہ است یعنی این کمینہ بحیث تلمیذ آن عارف سبحانی مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ را کہ در (۹ حصہ و در داخل سہ) دفتر می باشد کہ دفتر اول آن حاوی ۳۱۳ مکتوب در داخل پنج حصہ بہ نام در المعرفت و دفتر دوم آن دارا ے ۹۹ مکتوب در دو حصہ بہ نام نور الخلائق، و دفتر سوم آن دارا ے ۱۲۴ مکتوب در دو حصہ بہ نام معرفت الحقائق یاد می شود۔"[۳۷]

"یہ کتاب ایک عظیم انعام ہے اللہ کی جانب سے تمام مسلمانوں پر کہ اس میں وہ معارف عالیہ ہیں، جس کے دیکھنے سے ہی اس کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تشریح میں نے اپنے طریقے پر کی ہے، یعنی اس مبارک ہستی کی تعلیمات فی الجملہ کا فیض اور اثر ہے، جو اس

زمانے کا قطب الارشاد ہے، مراد شیخ الاسلام حضرت نورالمشائخ رحمہ اللہ ہیں۔ اور اس عاجز نے بہ حیثیت ایک شاگرد کے اس محبوب سبحانی کے فیوضات و توجہ سے یہ کتاب لکھی ہے اور یہ کتاب تشریح ہے محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف کی اور اس میں تین جلدیں ہیں اور نو حصوں پر مشتمل ہیں جلد اول میں تین سو تیرہ مکاتیب شریف ہیں اور اس کا نام درالمعارف ہے۔ دوسری جلد میں ۹۹ مکاتیب شریف ہیں و اس کا نام نورالخلائق ہے اور تیسری جلد میں ایک سو چوبیس مکاتیب ہیں اور اس کا نام معرفۃ الحقائق ہے۔"

حضرت نورالمشائخ کے یہ دروس شرح مکتوبات امام ربانی کی صورت میں اتنے مقبول ہوئے کہ امراء تک اس شرح سے استفادہ کرنے اور بادشاہان وقت بھی اس کو داد تحسین دیے بغیر نہ رہ سکے۔

۱۹۹۲ء کی دہائی کے لگ بھگ جب جبہہ نجات ملی افغانستان کے امیر اور افغانستان کے سابق صدر پروفیسر صبغت اللہ مجددی (م۔ ۱۴۴۰ھ / ۲۰۱۹ء) نے مکتوبات امام ربانی کی شرح کو لکھنے کا اہتمام کیا تو بتلایا کہ اس شرح کی مقبولیت کا اصل سبب حضرت مولانا نورالمشائخ فضل عمر مجددیؒ کے دروس شریف سے استفادہ کرنا اور ان کو یکجا کر کے ایک کتابی صورت میں شائع کرنا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"و مکتوبان شریف را از حضرت مولانا نورالمشائخ قدس اللہ سرہ العزیز درسی فرا گرفتہ بودند۔"(۳۸)

"اور مکتوبات شریف کو حضرت مولانا نورالمشائخ کے دروس کی صورت میں منظم اور اکٹھا کر کے مرتب کیا گیا ہے۔"

مجددی خانقاہوں میں اس شرح کو بہت مقبولیت عامہ نصیب ہوئی اور افغان معاشرے میں تصوف کو اصل صورت میں اجاگر کرنے میں اس شرح سے خاطر خواہ مدد لی گئی۔

اشاعت دین اور اسفار

نور المشائخ مجددیؒ ملت اسلامیہ کی زبوں حالی پر متفکر رہتے۔ ہر طرح سے ان کے مصائب اور تکالیف کو حل کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ مسلمانان ہند کی طرز معاشرت اور بود و باش سے بخوبی واقف تھے اور ان پر ہونے والے بیرونی یلغار سے رمز شناس بھی، بنابریں جب برصغیر میں تحریک پاکستان شروع ہوئی تو آپ نے خصوصی طور پر علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (م۔ ۱۹۳۸ء)، نوابزادہ لیاقت علی خان (م۔ ۱۹۵۱ء)، سردار عبد القیوم خان (م۔ ۲۰۱۵ء) اور دیگر اہم سیاست دانوں سے ملاقاتیں کیں اور تحریک پاکستان کی افادیت کو ضروریات دین میں سے جانا اور قیام پاکستان کی تکمیل پر زور دیا۔(۳۹) قیام پاکستان کے بعد جب مسئلہ کشمیر نے تنازع کی حیثیت سی

اختیار کی تو بلادریغ پاکستان کی مکمل حمایت کی اور صحیح معنوں میں اس کے حل کرنے پر زور دیا تاکہ کشمیر کے مسلمان قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرسکیں۔[۴۰]

افغانستان میں آپ کی شخصیت اس درجے پر فائز المرام تھی کہ جب بھی ملک میں سیاسی، معاشرتی، معاشی اور مذہبی طور پر بحران نے سر اٹھایا تو ملک کے نامور امراء خانقاہ شور بازار حاضر ہو کر آپ کی مفید آراء سے مستفید ہوئے۔[۴۱] اسی بناپر برصغیر پاک وہند کے نامور شخصیات بالخصوص علامہ محمد اقبال(م۔۱۹۳۸ء) آپ کے گرویدہ وممدوح تھے۔ آپ دین کی تبلیغ کے لئے بکثرت اسفار فرماتے تھے تاکہ مسلمانوں کو دین اسلام دی طرف زیادہ سے زیادہ راغب کیا جاسکے۔ آپ کے ان اسفار میں شارح مکتوبات امام ربانی حضرت مولوی نصر اللہ ہوتکی (م۔۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) جو کہ آپ کے شاگرد ار مخلصین میں سے تھے، سفر وحضر میں اکثر ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ آپ کی تبحر علمی اور حق گوئی واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ سفر ہندوستان میں آپ کے ساتھ ہمرکاب تھا تو وہاں اکثر علماء ومشائخ کے ساتھ ملاقات اور صحبت کا شرف حاصل ہوا تو انہی مجلسوں میں ہماری ملاقات علامہ اقبال لاہوری کے ساتھ ہوئی۔ علامہ اقبال لاہوری (م۔۱۹۳۸ء) آپ کی جلالت علمی اور روحانی شخصیت سے بڑے متاثر ہوئے اور دوران گفتگو استفسار کیا کہ اب مسلمانوں اور اسلامی حکمرانوں کے حالات وتذکرہ اب ویسے نہیں ہیں، جیسے ہمارے متقدمین اور اکابر کے تھے، آخر اس کی وجہ کیا ہے جو ہر طرف مسلمانوں کے حالات ناگفتہ اور قابل رحم ہیں۔ نورالمشائخ مجددیؒ آپ کا سوال سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ صدر اسلام میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (م۔۲۳ھ/۶۴۴ء) جیسے حکمران اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (م۔۲۱ھ/۶۴۲ء) جیسے سیاست دان و سپہ سالار ہوئے تھے۔ جس سے اسلام اور اسلامی تمدن کو فروغ وترقی ملتی تھی، بلکہ طرز معاشرت وسیاست پر گہرے مثبت اثرات پیدا ہوتے تھے۔ جبکہ آج کے مسلمانوں اور حکمرانوں میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی حکمرانی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسی امانت داری اور سپہ سالاری جیسے خصائص موجود نہیں ہیں۔ اسی لئے مسلمانوں کی زبوں حالی وشکستہ حالی میں روزبروز اضافہ ہوتا جاتا ہے، لہٰذا ہم سب میں کیسے ترقی دیکھ سکتے ہیں۔"[۴۲]

حضرت نصر اللہ ہوتکیؒ فرماتے ہیں:

"علامہ اقبال لاہوری باشنیدن این جواب ساعت یا گریہ کرد و دست بوس حضرت شان گردید"[۴۳]

"علامہ اقبال لاہوری اس جواب کو سن کر آب دیدہ ہو گئے اور نہایت عاجزی سے حضرت نورالمشائخؒ کی دست بوسی کرنے اور بڑی ہی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔"

کلمتہ الحق کا بیباک استعمال

جہاد، کلمتہ الحق اور ایثار و قربانی کی ترغیب آپ کے پسندیدہ مشاغل میں سے تھی۔۱۹۲۸۱ء کو صوبہ پغمان میں ہونے والے لویہ جرگہ میں آپ نے اہانت رسول اعظم ﷺ اور دیگر نازیبا کلمات پر بادشاہ وقت امیر امان اللہ خان (م-۱۹۶۰ء) کو پچاس ہزار علماء و مشائخ کی معیت میں آگے بڑھ کر ببانگ دہل کفر کا فتوی لگایا اور توبہ کا حکم فرمایا۔ آپ نے بادشاہ سے براہ راست مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

اے امان اللہ خان! کافر شوی! پہ خپلو خبر و توبہ گاڑشہ او بیالہ سرہ ایمان راوڑہ [۴۴]

(اے امان اللہ خان: تو کافر ہو گیا ہے، جو بات کہی ہے اس پر توبہ کرو اور تجدید ایمان لاؤ)

اگرچہ بعض محققین و تذکرہ نگاروں کے نزدیک یہ ان علماء و مشائخ کی ایک رجعت پسندی تھی [۴۵]، جو ملک کی ترقی کے سخت خلاف تھے [۴۶] اور افغانستان کو جدید خطوط پر استوار نہ کرنے کی سازش میں بھی برسرپیکار تھے۔ [۴۷] بعض کے نزدیک یہ علماء و مشائخ طاغوتی قوتوں کے زیر اثر آکر بادشاہ اور حکومت کے خلاف خطہ کو بدترین حالات سے دوچار کرنا چاہتے تھے۔ [۴۸] تاکہ افغانستان کسی بھی صورت جدیدیت [۴۹] اور دنیا میں ہونے والی ترقی کی طرف گامزن نہ ہو سکے۔ [۵۰] مگر حکومت کو تمام وسائل بروئے کار لانے کے باوجود خانقاہ شور بازار کے مشائخ اور ملک کے نامور علمائے ربانیین کی جانب سے سخت مزاحمت پر نہ صرف اپنے تمام فرامین کو منسوخ کرنا پڑا بلکہ ناگزیر حالات کی وجہ سے استعفی بھی دینا پڑا۔ [۵۱]

خانقاہ شور بازار کابل کی دین کے ساتھ بے لوث محبت اور عالم اسلام کے اتحاد کے لئے کی جانے والی کاوشوں کے پیش نظر اس وقت افغانستان میں دین اسلام کو جن بے شمار مسائل اور مشکلات کا سامنا تھا۔ سامراجی یلغار کے اثرات ہویدا ہونے لگے تھے اور دین کے اصل چہرے کو جدیدیت کی دھند بتدریج اپنی لپیٹ میں لیتی جا رہی تھی اور یہ محسوس کیا جانے لگا تھا کہ افغان معاشرے کو اسلام کی اصل تصویر سے ناآشنا کر دیا جائے گا اور تصوف صرف راہ و رسم اور مدارس صرف علمائے سوء ہی پیدا کریں گے تب اخلاف مجددیہ نے ان تمام فتنوں کے خلاف مسلمانوں کو شعور عطا کیا بلکہ وقت کے فرماں روا اور امراء کو ان مضمرات کے متعلقہ آگاہی عطا کی اور تمام رسوم و رواجات کی بیخ کنی کر کے اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا۔

حوالہ جات و حواشی

1- Nile Green, Afghanistan's Islam: From Conversion to the Taliban, University of California Press, 2017, accessed online at http://www.jstor.org/stable/10.1525/j.ctt1kc6k3q.11

۲- مجددی، خواجہ محمد حسن جان، انساب الانجاب، لاہور: مشہور عالم پریس، س ن، ۲/۶۳-۶۲

۳- فضل اللہ، حاجی محمد، عمدۃ المقامات، حیدر آباد: خانقاہ ٹنڈو سائیں داد، س ن، ص:۴۶۵-۴۵۵

۴- سرہندی، محمد احسان مجددی، روضتہ القیومیہ، (ترتیب: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۲۰۰۲ء، ۲/290-284

۵- معصومی، میر صفر احمد، مقامات معصومی، لاہور: ضیاء القرآن، ۲۰۰۴ء، ۳/۲۸۰

۶- حبیبی، عبدالحی، دافغانستان تاریخ پیھلک، کابل: انتشار انجمن تاریخ، ۱۳۴۵ش ھ، ص:۱۲

7- Nile Green, Afghanistan's Islam, p. 11.

۸- فضل اللہ، حاجی محمد، عمدۃ المقامات، ص:۴۷۰

۹- دہلوی، شاہ غلام علی، مقامات مظہری، مقدمہ: محمد اقبال مجددی، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۱ء، ص ۵۱-۴۵

10- Cf.BoUtas,"Recent events in Afghanistan", Annual Newsletter of the Scandinavian institute of Asian Studies,11/12(1977-78), Copenhagen, 1979, P:3-21

11-Cf.Lvdvigw.Adamec, Historical and political who's who of Afghanistan, 1975, AkademischeDruck-uVerlagsanstalt,Graz, P:215

۱۲- طالقانی، حاجی حفیظ اللہ سیرت، حضرت مجدد الف ثانی کارنامہ ہای جہادی، م ن، ۱۳۶۶ش ھ، ص:۱۶۴

۱۳- نعیم صدیق، خواجہ محمد، خدام الفرقان، کابل: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ قلعہ جواد، ۱۳۹۱ شمسی ہجری، ص:۱۲۳

۱۴- طالقانی، حاجی حفیظ اللہ سیرت، حضرت مجدد الف ثانی کارنامہ ہای جہادی، ص:۱۷۰

۱۵- نعیم صدیق، خواجہ محمد، خدام الفرقان، ص:۱۲۳

۱۶- مجددی، خواجہ محمد حسن جان، انساب الانجاب، ص:۱۰۴

۱۷- صدیق، خواجہ محمد نعیم، خدام الفرقان، ص:۱۲۴

۱۸- ابراہیم جان، محمد مجددی، اشک غم، کابل: مکتبہ ندارد، ۱۹۶۸، ص:۰۳

۱۹- اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جوا حضرت صاحبان او خد متوندلی، اکوڑہ خٹک: دالعرفان خپر ندوی ٹولنہ د خپرونو تحتیکیی خانگہ، ۱۴۳۵ھ، ص:۰۵

۲۰- محمد گل، مولوی سعید، دافغانستان مفاخر، پشاور: مکتبہ فاروقیہ، س ن، ص:۳۰۱

21- Cf. Lvdvigw. Adamec, A Biographical Dictionary of contemporary Afghanistan: 1987, AkademischeDruck-uVerlagsanstalt, Graz, P:122

۲۲- ابراہیم جان، محمد مجددی، اشک غم، ص:۱۵

۲۳- نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخنرانی ہائی حضرت مولانا نور المشائخ و حضرت مولانا ضیاء المشائخ قدس سرہ العزیز، کابل: خانقاہ نقش بندیہ مجددیہ شور بازار، ۱۳۹۱ش ھ، ص:۰۲

۲۴- ریحان، محمد اسماعیل، دَافغانستان تاریخ، پشاور، مکتبہ فاروقیہ، ۲۰۱۲ء، ۲/ ۳۷۵

۲۵- نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخنرانی ہائی حضرت مولانا نور المشائخ و حضرت مولانا ضیاء المشائخ قدس سرہ العزیز، ص:۷-۸

۲۶- عبد الطیف منصور، ملا، یاد از راد مردان، کابل: انتشارات اسلامی، علمی و فرہنگی المنصور، ۱۴۲۸ھ، ص:۰۸

۲۷- ایضاً، ص:۱۷

۲۸- سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، پشاور: مکتبہ سعیدیہ، س ن، دفتر دوم، مکتوب ۲۳، ۶/ ۶۰

۲۹- سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، مترجم: سید زوار حسین شاہ، دہلی: حضرت شاہ ابو الخیر اکاڈمی، ۲۰۱۲ء، مکتوب ۲۳، ۲/ ۸۴

۳۰- زرمتی، رحیم اللہ مولوی، پہ افغانستان کی دمجدد صاحب کورنی، اکوڑہ خٹک: العرفان خپر ندویہ ٹولنہ، ۱۴۳۵ھ، ص: ۲۷

۳۱- ابراہیم جان، محمد مجددی، اشک غم، "دربیانِ شان حضرت نور المشائخ صاحبؒ": فاضلِ محترم مولوی عبد القیوم صاحب قندھاری، ص:۲۳

۳۲- بخاری، صلاح بن مبارک، انیس الطالبین وعدۃ السالکین، استنبول، مکتبۃ الحقیقۃ، ۱۴۱۵ھ، ص:۱۴۸

۳۳- کاشفی، علی بن حسین واعظ، رشحات عین الحیات، مترجم: ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا، میانوالی: خانقاہ سراجیہ، ۲۰۱۷ء، ص:195

۳۴- افغانی، عبد الحلیم اثر، روحانی رابطہ او روحانی تڑون، ہونی سیدان: مکتبہ حضرت سید نجات قلندرؒ، س ن، ۲/ ۳۲۷

۳۵- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال، بانگ درا: "طلوع اسلام"، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۸ء، ۲۸۶/ ۳۰۲

۳۶- ہوتکی، نصر اللہ، شرح، مکتوبات امام ربانی، کابل: خانقاہ شور بازار نقشبندیہ مجددیہ، ۱۳۹۷ھ، ص:۲۴

۳۷- مجددی، صبغت اللہ، سیری در مکتوبات وانی آیات امام ربانی مجدد الف ثانی، ۱۳۸۳ شمسی ھجری، کابل: خانقاہ مجددیہ، ص:۶۲

۳۸- اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جواد حضرت صاحبان او خدمتونہ لی، ص:۱۰

۳۹- شفیع صابر، محمد، شخصیات سرحد، پشاور: یونی ورسٹی بک ایجنسی، س ن، ص:۱۱۸

۴۰- نعیم صدیق، محمد خواجہ، خدام الفرقان، ص:۱۳۲-۱۲۶

۴۱- اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جواد حضرت صاحبان او خدمتونہ لی، ص:۱۰

۴۲- نعیم صدیق، محمد خواجہ، خدام الفرقان، ص:۱۲۹

۴۳- اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعه جواد حضرت صاحبان او خد متونه لی، ص:8

44- Gregorian, Vartan, The Emergence of Modern Afghanistan: Politics of Reform and Modernization,1880-1946, 1969, Stanford, CA: StanfordUniversityPress, P:259

45- Smith, Harvey H., Area Handbook for Afghanistan,1969, Washington, D.C: U.S. Govt. Print. Off.P:177.

46- Ghulam Shams-ur-Rehman, The Emergence of Religious Elites in Modern Afghanistan (1919-1929), 2016, Karachi: Historical Society, Journal of the Pakistan Historical Society, P:3-4

47- Roy, Olivier, Sufism in the Afghan resistance,2007, Central Asian Survey, Taylor & Francis, Abingdon, P:67 (http://dx.doi.org/10.1080/02634938308400447)

48- Shahrani, Nazif M., Afghanistan: State and Society in Retrospect, in The Cultural Basis of AfghanNationalism, ed. EwanAnderson and Nancy Hatch Dupree, 1990, London: Printer Publishers, P:41-49.

49- Faiz Muhammad, Katib, Siraj al-Tawarikh,1912, Kabul: Matba'ah-i-Hurufi Dar al-Saltanah,3/475.

50- C.f.Boutas.Dr, The Naqshbandiyya of Afghanistan on the eve of the 1978 coup d'etat", in Ozdalga,E.(ed), Naqshbandiyya in Western and central Asia. Change and continuity ,1999, (Swedish Research Institute in Istanbul, Transactions,9), London(Curzon), P:126